انوارخطابت

برائے محرم الحرام

تالیف

مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوارخطابت' برائے محرم الحرام
تالیف	:	مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	محرم الحرام 1432ھ،م ڈسمبر 2010ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	20 روپۓ
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن
تزئین وکتابت	:	مولانا محمد عبدالقدیر قادری ومولانا حافظ ارشد
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996
پروف ریڈنگ	:	مولانا حافظ سید واحد علی قادری ومولانا حافظ سید احمد غوری، مولانا حافظ احمد رفیع، مولانا حافظ سلمان سہروردی
ملنے کے پتے	:	☆ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

☆ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' حیدرآباد

☆ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

☆ منہاج القرآن مغل پورہ حیدرآباد

☆ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد

☆ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد

☆ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف

☆ ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور

☆ دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

فہرست

☆......سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضائل ومناقب......☆

(2)☆......فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم......☆

(3)☆......محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم......☆

(4)☆......فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ......☆

☆......☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على حبيبه سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ -

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فضائل ومناقب

اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے اونچا مرتبہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا ہے، یہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رخ انور کے دیدار کی سعادت حاصل کی اوراسی حالت میں وصال فرمایا، اورآپ کی صحبت بافیض سے مشرف ہوئے - حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے اونچا مرتبہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کا ہے،اورجس طرح ان کی ترتیب ہے ان کے درجات وکمالات بھی اسی کے مطابق ہیں-

یوں تو اللہ تعالی نے عمومی طور پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے :وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى -ترجمہ: اوراللہ تعالی

نے تمام (صحابۂ کرام) سے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے-(سورۃ الحدید 10)

خلیفۂ دوم، ناطق حق وصواب ابوحفص سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جنت کی اس عمومی بشارت کے باوصف خصوصی بشارت سے بھی سرفراز فرمائے گئے-اللہ تعالی نے آپ کے ذریعہ پیام اسلام کو عام کیا، آپ کی زبان مبارک پر حق کو جاری فرمایا اور آپ کو حق وباطل کے درمیان وجہ امتیاز بنادیا -

ولادت مبارک

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت باسعادت سے متعلق امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے رقم فرمایا کہ آپ کی ولادت شریف عام الفیل کے تیرہ سال بعد ہوئی

وَقَالَ النَّوَوِیُ وُلِدَ عُمَرُ بَعْدَ الْفِیْلِ بِثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً -(تاریخ الخلفاء: ج1،ص43)

نام مبارک وکنیت شریفہ

آپ کا نام مبارک "عمر "اور کنیت شریفہ "ابوحفص "اور لقب مبارک "فاروق "ہے-

آپ کا نسب مبارک اس طرح ہے: سیدنا عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی-

قبولیت اسلام

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام لانے کے بعد 6 نبوی میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا، اس وقت آپ کی عمر مبارک ستائیس (27) سال تھی-

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی ابن کعب بن لؤی أمیر المؤمنین أبو حفص القرشی العدوی الفاروق اسلم فی السنة السادسة من النبوة وله سبع وعشرون سنة قاله الذهبی -(تاریخ الخلفاء: ج1،ص -43: الاکمال فی اسماء الرجال)

جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ :اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْکَ بِأَبِی جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ .

ترجمہ :سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی :اے اللہ !تو ابوجہل یا عمر بن خطاب، دونوں میں جو تیرے محبوب ہیں ان کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما-

(جامع ترمذی شریف، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر 4045)

البتہ سنن ابن ماجہ شریف کی روایت میں آپ ہی کے حق میں خصوصیت کے ساتھ یہ دعا مذکور ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّـهِ صلی الله علیه وسلم: اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً .

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعاء فرمائی: اے اللہ تو بطور خاص عمر بن خطاب کو اسلام کی توفیق عطا کر کے اسلام کو غلبہ عطا فرما-

(سنن ابن ماجہ شریف، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ- حدیث نمبر 110)

آپ کے مشرف باسلام ہونے پر اہل آسمان نے خوشیاں منائیں

سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلاَمِ عُمَرَ .

ترجمہ: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ مشرف باسلام ہوئے، حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کیا: اے پیکر حمد وثنا صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یقیناً حضرت عمر کے اسلام قبول کرنے پر اہل آسمان نے خوشیاں منائیں ۔

(سنن ابن ماجہ شریف، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ. حدیث نمبر (-108)

مشرف باسلام ہونے کا واقعہ

آپ کے مشرف باسلام ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ایک دن ننگی تلوار لئے غصہ میں جارہے تھے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، آپ کے اسلام کی حضرت عمر کو خبر نہیں تھی، پوچھا: اے عمر ! ننگی تلوار لئے کہاں جارہے ہو؟ آپ نے کہا : آج بانی اسلام کا فیصلہ کردینا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے کہا: پہلے اپنے گھر کی خبر لو ! تمہاری بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے ہیں۔

آپ رخ بدل کر بہن کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں آیات قرآنی کی تلاوت کررہے تھے فوراً تلاوت موقوف کرکے بہن نے دروازہ کھولا، حضرت عمر نے غصہ

میں کہا : کیا تم نے بھی اسلام قبول کرلیا؟ پھر بہنوئی کی طرف جاکر انہیں زمین پر پٹخ دیا اور سینہ پر سوار ہوکر مارنے لگے، جب بہن روکنے کے لئے قریب آئیں تو انہیں ایسا طمانچہ مارا کہ چہرہ زخمی ہوکر خون سے لت پت ہوگیا، بہن نے بآواز بلند کہا : عمر! چاہے کچھ بھی کرلو اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہن کے چہرہ کو دیکھ کر اور ایمانی جذبات سے لبریز یہ گفتگو سن کر رقت طاری ہوئی اور کچھ دیر خاموش رہے، پھر کہا : جو کچھ تم پڑھ رہے تھے وہ دکھاؤ تو بہن نے انہیں مصحف شریف عنایت فرمایا، پھر جب آیات قرآنی کے مبارک اوراق لئے تو نظر سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کریمہ پر پڑی، آیات کریمہ پڑھ کر جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، بے اختیار پکار اٹھے: یہی معبود برحق ہے اسکے سوا حقیقت میں کوئی بندگی کے لائق نہیں۔

اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہن کے گھر سے ننگی تلوار لئے جب وہاں پہنچے تو دروازہ بند تھا، مسلمانوں کو اس امر کی اطلاع مل چکی تھی، دروازہ کھولنے میں تاخیر کررہے تھے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : دروازہ کھول دو ! اگر نیک نیتی سے آئے ہیں تو استقبال کیا جائے گا ورنہ اسی تلوار سے ان کا سر اڑادیا جائے گا۔

سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا :اے عمر! کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے، کیا ابھی باز نہیں آؤ گے؟ اسلام میں داخل ہوجاؤ ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند توحید و رسالت کی گواہی دی اور مشرف باسلام ہوگئے، تمام مسلمانوں نے خوشی کے مارے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! عمر رضی اللہ عنہ کے مشرف باسلام ہونے پر تمام آسمان والوں نے ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کی اور خوشیاں منائی۔

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی گزارش پر علی الاعلان حرم کعبہ میں مسلمانوں نے نماز ادا کی ۔(المواہب اللدنیہ مع حاشیہ الزرقانی ۔ج 2۔ص 4 ،زرقانی۔ج 2۔ص 5،سبل الھدی والرشاد، ج 2۔ص372)

قبولیت اسلام کے بعد بھی آپ کا تیور جلال ہمیشہ باقی رہا، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کمال وارفتگی اور دین اسلام سے اٹوٹ وابستگی آپ کے دل میں ایسی گھر کرگئی تھی کہ ہروقت آپ دین متین اور رسول امین کی شان اقدس کے دفاع کے لئے کمر بستہ رہتے، غزوۂ بدر کے موقع پر آپ نے جانثاری کا ایسا نمونہ پیش کیا، جو تادم شمس وقمر تازہ رہے گا، چنانچہ آپ کا ماموں عاص بن ہشام میدان بدر میں مقابلہ کے لئے آیا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خود آگے بڑھ کر اس سے مقابلہ کیا اور ایسی ضرب لگائی کہ وہ اسی دم جہنم رسید ہوگیا-(السیر ۃالنبویۃ لابن کثیر، ج2،ص446)

فاروق اعظم کی شان عدالت

خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات والا صفات میں اللہ تعالی نے بےشمار کمالات ودیعت فرمائے، آپ کی حیات طیبہ حقانیت وصداقت کی آئینہ دار اور عدل وانصاف کا معیار ہے، آپ کی صدق بیانی، حق پسندی اور عدل وانصاف کے اغیار بھی معترف ہیں، اور عدل وانصاف کے قیام کے لئے آپ کے دور خلافت کو ایک بہترین نمونہ سمجھتے ہیں، آپ کا دور خلافت سورۂ مائدہ کی اس آیت کریمہ کا سراسر مصداق ہے، ارشاد الہی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ -

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے لئے مضبوطی سے قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، اور ہرگز کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر نہ اکسائے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کیا کرو، یہی زیادہ تقوی کے نزدیک ہے، اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالی تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے-

(سورۃ المائدۃ8)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حق وانصاف کے قیام، حدود شریعت اور قوانین اسلام کے نفاذ کے لئے اپنوں اور غیروں میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا، غیر مسلموں کو بھی جان ومال کا تحفظ فراہم کیا-

مصنف ابن ابی شیبہ،شرح بخاری لابن بطال میں ہے :

عن عبد الله بن عمر قال حدثني من سمع سالما قال كان عمر إذا نهى الناس عن شيء جمع أهل بيته فقال إني نهيت الناس كذا وكذا و ان الناس لينظرون إليكم نظر الطير إلى اللحم وأيم الله لا أجد أحدا منكم فعله إلا أضعفت له العقوبة ضعفين

جب آپ کوئی فیصلہ فرماتے تو اپنے اہل خانہ کو جمع کر کے فرماتے : میں نے فلاں شئی سے لوگوں کو منع کیا ہے،اور لوگ تم پر اس طرح نظر رکھینگے جس طرح پرندہ گوشت پر رکھتا ہے،اگر اس ممنوع عمل کے تم مرتکب ہوگئے تو وہ بھی مرتکب ہوجائینگے ،اگر تم اس سے دور رہوگے تو وہ بھی دور رہینگے ،قسم بخدا!اگر تم میں سے کوئی وہ کام کر بیٹھے جس سے میں نے لوگوں کو منع کیا ہے تو میں اسے دوہری سزا دونگا-

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الأمراء، ما ذکر من حدیث الأمراء والدخول علیہم، حدیث نمبر-30643 : شرح بخاری لابن بطال -الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک مکان کے پاس سے ہوا جہاں ایک مانگنے والا مانگ رہا تھا، بہت بوڑھا، نابینا شخص ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا بازو پکڑا اور فرمایا' جیسا کہ کتاب الخراج ص150 'میں مذکور ہے:

فماالجأك الى ماارى قال اسال الجزية والحاجة والسن فاخذ عمر بيده وذهب به الى منزله فرضخ له بشيء من المنزل ثم ارسل الى خازن بيت المال فقال انظر هذا وضرباءه فوالله ما انصفنا ان اكلنا شبيبته ثم نخذله عندالهرم.

ترجمہ:تمہیں کس چیز نے اس حالت پر مجبور کیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کہنے لگا جزیہ میرے ذمہ ہے،ضرورتمند ہوں اور بوڑھا ہو چکا ہوں،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا، اپنے گھر لے گئے اور گھر سے کچھ سرفراز فرمایا پھر بیت المال کے خازن کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کا اور اس جیسے بوڑھے غیر مسلموں کا خیال رکھو،اگر ہم نے اس کی جوانی میں اس سے جزیہ وصول کیا پھر بڑھاپے میں اسے بے مدد چھوڑ دیں تو اللہ کی قسم! ہم نے انصاف نہیں کیا۔ پھر آپ نے اس شخص کے اور اس جیسے بوڑھے غیر مسلم افراد کے ذمہ سے جزیہ ساقط کردیا۔

فضائل وکمالات

جامع ترمذی شریف،اور ابن ماجہ شریف، میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ .

ترجمہ: سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میرے بعد جو دو (خلفاء) ہیں، ان کی اقتداء کرو یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

(ترمذی شریف،ابواب المناقب،باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما،حدیث نمبر 4023 : سنن ابن ماجہ شریف،مقدمہ،باب فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ،حدیث نمبر 102)

اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ رب قدیر نے ان کی زبان ودل سے حقیقت کے چشموں کو جاری کر دیا تھا، اور راہ حق سے ان کے انحراف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کی فضیلت میں یہ ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ :إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ.

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری فرما دیا ہے۔

(جامع ترمذی، حدیث نمبر:4046)

یہی وجہ تھی کہ ابلیس لعین بھی آپ کی شخصیت کا سامنا نہیں کرسکتا تھا، اور جہاں کہیں آپ تشریف فرما ہوتے وہاں سے راہ فرار اختیار کر جاتا تھا۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ..... قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلاَّ سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

ترجمہ: سیدنا محمد بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب! مبارک ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں جان ہے! شیطان تم سے کسی راستہ میں نہیں ملتا مگر وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک، حدیث نمبر6085)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خصوصی نسبت اور آپ کے عدل وصداقت کی برکت کی وجہ آپ کے دور خلافت میں مسلمان جہاں کہیں پہنچتے فتح ونصرت سے ہمکنار ہوتے۔

وروی أن عمر بعث جنداً إلى مدائن کسری وأمر علیهم سعد بن أبی وقاص وجعل قائد الجیش خالد بن الولید، فلما بلغوا شط الدجلة ولم یجدوا سفینة تقدم سعد وخالد فقالا :یا بحر إنک تجری بأمر الله فبحرمة محمد صلى الله علیه وسلم وبعدل عمر خلیفة رسول الله إلا خلیتنا والعبور، فعبر الجیش بخیله وجماله إلى المدائن ولم تبتل حوافرها -(الریاض النضرة فی مناقب العشرة)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر مدائن کی طرف روانہ فرمایا، جس کی قیادت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے، جب لشکر اسلام دریائے دجلہ کنارہ پہنچا اور کوئی کشتی نہ پائی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے آگے بڑھ کر دریائے دجلہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے دریا! بے شک تو اللہ تعالی کے حکم سے جاری ہے، تجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا واسطہ، اور آپ کے خلیفۂ راشد حضرت فاروق اعظم کی عدالت کا واسطہ 'ہمیں راستہ فراہم کردے ! تمام لشکر بشمول گھوڑوں اور اونٹوں کے ہمراہ دریا میں اتر گیا، اور سارے لوگ سلامتی کے ساتھ دریا پار کرتے ہوئے مدائن تک پہنچ گئے حال یہ تھا کہ سواریوں کے کُھر تک تر نہ ہوئے۔

شہادتِ عظمیٰ کی بشارت

صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ ، قَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ .

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ احد پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے تو وہ اپنے مقدر پر ناز کرتے ہوئے فرط مسرت سے جھومنے لگا، حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک مار کر اس سے فرمایا اے احد! تھم جا تجھ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 3686)

اکثر آپ مدینۂ طیبہ میں وفات پانے اور جام شہادت نوش کرنے کی دعا کیا کرتے جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ - رضي الله عنه - قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ - صلى الله عليه وسلم .

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما، اور اپنے حبیب کے شہر مقدس میں مجھے وفات عطا فرما۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب کراہیۃ النبی - صلی اللہ علیہ وسلم -

أن تعری المدینۃ، حدیث نمبر 1890)

63 سال کی عمر مبارک میں وصال، قرب مصطفوی کی دلیل

صحیح مسلم شریف میں روایت ہے:

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً وَمَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ .

ترجمہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا، اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ (63) برس تھی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپ کی عمر تریسٹھ (63) برس تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ کی عمر مبارک بھی تریسٹھ (63) برس تھی۔

(صحیح مسلم شریف، باب کم أقام النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - بمکۃ والمدینۃ. حدیث نمبر 6244 :)

یوم عاشوراء کی فضیلت

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مبارک تذکرہ کے ساتھ ساتھ ماہ محرم الحرام کی مناسبت سے یوم عاشوراء کی فضیلت بیان کی جاتی ہے: محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو یوم عاشوراء کہتے ہیں، اس دن روزہ رکھنا سنت ہے، یہود بھی عاشوراء کو روزہ رکھتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مشابہت سے بچانے کیلئے حکم فرمایا کہ دسویں کے ساتھ نویں یا گیارھویں کا روزہ رکھ لیا جائے، جیسا کہ زبدۃ المحدثین حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے زجاجۃ المصابیح ج1 ص572 میں امام طحاوی کے حوالہ سے حدیث شریف ذکر کی ہے"

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صوم یوم عاشوراء صوموہ وصوموا قبلہ یوما اوبعدہ یوما ولاتشبھوا بالیھود. رواہ الطحاوی .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے سے متعلق روایت کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم لوگ عاشوراء کا روزہ رکھو اوراس سے ایک دن پہلے یا اسکے ایک دن بعد روزہ رکھواور یہود کی مشابہت مت اختیارکرو!

اگرکوئی شخص صرف دسویں کا روزہ رکھےتو روزہ اداہوجائے گا تاہم یہ عمل یہود سے مشابہت کی بناپرمکروہ ہے، حاشیہ زجاجۃ ج1 ص572 میں ہے:

یستحب صوم یوم عاشوراء ویستحب ان یصوم قبلہ یوماًاو بعدہ یوما فان افردہ فھو مکروہ للتشبہ بالیھود - ردالمحتار ج1 ص91 میں ہے: **ای مفرداً عن التاسع او عن الحادی عشر امداد لانہ تشبہ بالیھود. محیط۔**

عاشوراء کے دن اہل وعیال پرخرچ کرنے کی برکت

عاشوراء کے دن اہل وعیال کے نفقہ میں وسعت کرنے اور ان پر کشادگی وفراخ دلی سے خرچ کرنیکی احادیث شریفہ میں فضیلت آئی ہے، امام بیہقی کی شعب الایمان، کتاب الصوم، میں حدیث پاک ہے:

"عن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ فی سائر سنتہ.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پرخرچ کرنے میں کشادگی کی اللہ تعالی اسکے لئے سال بھرکشادگی عطافرمائے گا۔

(حدیث نمبر:3626)

مشکوۃ المصابیح، ج1 ص170 میں مذکورہ حدیث شریف کے بعدمرقوم ہے:

قال سفیان انا قدجربناہ فوجدناہ کذالک. ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے اسکا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

علامہ ابن عابدین شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار ج2، **کتاب الصوم ،مطلب فی حدیث التوسعۃ علی العیال والاکتحال یوم عاشوراء** ص123، میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے:

قال جابر جربتہ اربعین عاما فلم یتخلف" ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے چالیس(40) سال اسکا تجربہ کیا اس کے خلاف نہیں ہوا، ہمیشہ کشادگی وبرکت کو پایا۔

دیگرایام کے بالمقابل عاشوراء کے دن دسترخوان کووسیع کرنا رزق میں کشادگی وبرکت کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ محرم الحرام کی برکتوں سے مالا مال فرمائے اورعدالت فاروقی کی برکت سے ہمیں بھی عدل وانصاف کا پیکر بنائے۔امین وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔
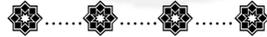
الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا-

فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم

اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت گرامی کے سبب حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو بلند مراتب عطا فرمائے ،اوران کی عظمت شان کا اپنے کلام پاک میں اظہار فرمایا،ارشادخداوندی ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا-

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! یقیناً اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپا کی دور رکھے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے-(سورۃ الاحزاب-33)

اس آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے اہل بیت کرام کو ہر قسم کی فکری ،اعتقادی،عملی،اخلاقی،ظاہری وباطنی نجاستوں سے پاک وصاف' طیب وطاہر رکھا،اس کے شان نزول سے متعلق ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: فِي بَيْتِي نَزَلَتْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَتْ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَقَالَ: هٰؤُلاءِ أَهْلُ بَيْتِي قَالَتْ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللَّهِ أَمَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ قَالَ: بَلَى إِنْ شَاءَ اللَّهُ . رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ.

ترجمہ: ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: جس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں رونق افروز تھے' اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! بیشک اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ ہر گندگی کو تم سے دور رکھے اور تمہیں مکمل پاکیزگی عطا فرمائے-جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا،حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ،حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ میرے اہل بیت ہیں-ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ سرکار نے فرمایا: کیوں نہیں !تم بھی ان شاء اللہ اہل بیت سے ہو- (زجاجۃ المصابیح ج5ص316)

ذکر اہل بیت نماز میں

اہل بیت کرام سے محبت رکھنا چونکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس لئے ان کے ذکر کو نماز جیسی عظیم عبادت کا حصہ قرار دیا گیا،روزہ'زکوۃ' حج اور صدقات وخیرات ایسے اعمال ہیں کہ ہر مسلمان ہر دن ان اعمال کو انجام نہیں دیتا' روزہ بیمار افراد نہیں رکھتے'

زکوۃ تنگدست لوگ ادانہیں کرتے' حج صاحب استطاعت کے لئے زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے' جبکہ منظور خداوندی یہ ہے کہ اہل بیت اطہار کا ذکر منقطع نہ ہو'ان سے محبت کا اظہار ہر مسلمان کی جانب سے بار بار ہوتا رہے،لہذا ان کا ذکر نماز میں رکھ دیا گیا' نماز میں درود شریف پڑھا جاتا ہے چنانچہ درود شریف سے متعلق سنن دار قطنی میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ صَلَّى صَلاَةً لَمْ يُصَلِّ فِيهَا عَلَيَّ وَلاَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِي لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ.

ترجمہ: سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایسی نماز پڑھتا ہے کہ جس میں مجھ پر اور میری آل پر درود نہ پڑھے اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

(سنن الدارقطنی' کتاب الصلوۃ' باب ذکر وجوب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التشھد' حدیث نمبر1359)

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيسَى سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقُلْتُ بَلَى ، فَأَهْدِهَا لِي .فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم

ترجمہ: سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک حسین تحفہ نہ دوں جو میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے،انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ مجھے وہ تحفہ عنایت فرمائیں،تب آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا،

فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ .قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اہل بیت کرام پر کیسے درود بھیجیں؟ اللہ تعالی نے ہمیں سلام پیش کرنے کا طریقہ تو سکھادیا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

اے اللہ ! درود نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر' جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور آپ کی آل پر، بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگ ہے۔اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر' جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور آپ کی آل پر، بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگ ہے۔

(صحیح بخاری' کتاب الانبیاء' باب یزفون' حدیث نمبر3370)

اہل بیت اطہار امت کیلئے امان ہیں

سنن دیلمی میں حدیث مبارک ہے:

عَنُ اَیاس بن سَلَمَةَ عَنُ اَبِیهِ عَنُ النبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْهِ وَآلِه وَسَلَّمَ قَال: النُّجُوُمُ جُعِلَتُ أَمَاناً لِأَهُلِ السَّمَاءِ وَاِنَّ أَهُلَ بَیْتِی أَمَانٌ لِأمتِي

ترجمہ: سیدنا ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا ذریعہ ہیں، اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:6137)

اہل بیت کرام کے تذکرہ سے شفا ملتی ہے حتی کہ مجنون بھی افاقہ پاجاتا ہے

سنن ابن ماجہ، معجم طبرانی اور بیہقی میں روایت ہے:

عَنُ عَبُدِ السَّلامِ بُنِ أَبِی صَالِحٍ أَبِی الصَّلُتِ الْهَرَوِیِّ عَنُ عَلِیِّ بُنِ مُوُسَی الرِّضَا، عَنُ أَبِیهِ، عَنُ جَعُفَرِ بُنِ مُحَمَّدٍ، عَنُ أَبِیهِ، عَنُ عَلِیِّ بُنِ الْحُسَیْنِ، عَنُ أَبِیهِ، عَنُ عَلِیِّ بُنِ أَبِی طَالِبٍ رضی الله عنهم، قَالَ : قَالَ رَسُوُلُ اللهِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْهِ وَآلِه وَسَلَّمَ الإِیُمَانُ مَعُرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَ قَوُلٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْأَرُكَانِ. قَالَ أَبُو الصَّلُتِ لَوُ قُرِءَ هَذَا الإِسُنَادُ عَلَی مَجُنُونٍ لَبَرَأَ .

ترجمہ: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہیکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دل سے یقین رکھنے، زبان سے اقرار کرنے اور فرائض کی ادائی کا نام ایمان ہے۔اس حدیث شریف کے راوی حضرت ابوصلت ہروی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: اگر اس حدیث شریف کی سند کسی مجنون شخص پر پڑھ کر دم کی جائے تو وہ مرض جنون سے نجات پاجائے۔ (سنن ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی)

اس حدیث شریف کی سند میں جتنے اسماء ہیں وہ سب اہل بیت کے ہیں اور وہ سند یہ ہے :

عَنُ عَلِیِّ بُنِ مُوُسَی الرِّضَا، عَنُ أَبِیهِ، عَنُ جَعُفَرِ بُنِ مُحَمَّدٍ، عَنُ أَبِیهِ، عَنُ عَلِیِّ بُنِ الْحُسَیْنِ، عَنُ أَبِیهِ، عَنُ عَلِیِّ بُنِ أَبِی طَالِبٍ رضی الله عنهم، قَالَ :قَالَ رَسُوُلُ اللهِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْهِ وَآلِه وَسَلَّمَ .

ترجمہ: حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی ا عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت امام جعفر صادق بن محمد رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت علی زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یہ ارشاد اوپر گذر چکا)

قرآن واہل بیت سے وابستگی ہدایت کی ضمانت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے تعلق و وابستگی کو باعث نجات اور گمراہی وضلالت سے حفاظت کا ذریعہ قرار دیا' جوان حضرات سے وابستہ ہوجاتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا تو غور کرنا چاہئے ! کیا وہ نفوس قدسیہ بے راہ روی و دنیا طلبی کا شکار ہوسکتے ہیں۔العیاذ باللہ

چنانچہ حجۃ الوادع کے موقع پر جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا کو پیغام امن وسلامتی دیا اور اتمام دین کا اعلان فرمایا وہیں قرآن کریم اور حضرات اہل بیت کرام سے وابستگی کا حکم فرمایا' جن سے تعلق غلامی ابدی سعادتوں کا ذریعہ ہے اور بے دینی و بدمذہبی اور بداعتقادی وگمراہی سے بچنے کیلئے مضبوط وسیلہ ہے۔

سنن بیہقی و جامع ترمذی شریف کی روایت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي.

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں دیکھا کہ آپ اپنی مبارک اونٹنی ''قصواء'' پرجلوہ گر ہیں اور خطاب فرمارہے ہیں، میں نے آپ کوفرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! بیشک میں تم کو دو عظیم نعمتیں دے کر جارہا ہوں، جب تک تم انہیں تھامے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے: وہ کتاب اللہ اور میری عترت ''اہل بیت'' ہیں۔

(ترمذی شریف ج2ص219۔حدیث نمبر3718)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق اہل بیت کرام گمراہی سے بچانے والے ہوئے، جن سے وابستہ ہونے والا غلط راہ پرنہیں ہوسکتا تو کیا ان پاکباز ومقدس ہستیوں کے متعلق غلط باتیں منسوب کرنا یا ان پر دنیاداری اور بے راہ روی کا الزام لگانا یا ان کے کئے گئے اقدام کو سیاسی اقدام کہنا درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ اللہ تعالی نے اپنے کلام مبارک میں انکی پاکیزگی کے متعلق فرمایا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! یقیناً اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہرناپاکی دور رکھے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے

(سورۃ الاحزاب۔(33)

اور بطور خاص جن کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا.

ترجمہ: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، تو ان سے رجس وگندگی کو دور رکھ اور انہیں مکمل پاکیزگی عطا فرما

(ترمذی شریف، ج2ص 219 حدیث نمبر3129:)

اولاد کو اہل بیت کرام کی محبت سکھانے کا حکم

حدیث شریف میں ہے:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ.

ترجمہ: تم اپنی اولاد کو تین باتوں کی تربیت کرو! (1) اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، (2) آپ کے اہل بیت اطہار کی محبت (3) اور تلاوت قرآن مجید۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، کتاب الفتن، حدیث نمبر7753)

اہل بیت اطہار کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بدلہ

امام طبرانی کی معجم میں روایت ہے:

عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ صَنَعَ إِلَى أَحَدٍ مِنْ وَلَدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَدًا فَلَمْ يُكَافِئْهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا فَعَلَيَّ مُكَافَأَتُهُ غَدًا إِذَا لَقِيَنِي.

ترجمہ: سیدنا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی اچھا معاملہ کیا اور انہوں نے دنیا میں اس کا بدلہ نہ دیا ہو تو بروز قیامت جب وہ میری خدمت میں حاضر ہوگا تو اس کا بدلہ میرے ذمۂ کرم پر ہے۔

(المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث نمبر1502)

اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت وہلاکت

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث شریف وارد ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ستة لعنتهم لعنهم	ترجمہ: چھ افراد ایسے ہیں جس پر میری لعنت ہے اور
الله وكل نبی	اللہ تعالی کی لعنت ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے
مجاب. . .	......(ان میں) اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو حلال
والمستحل لحرم	سمجھنے والا اور میری آل پاک سے متعلق ان چیزوں کو
الله والمستحل من	حلال سمجھنے والا جنہیں اللہ تعالی نے حرام کیا ہے یعنی
عترتی ماحرم الله.	ان کی بے حرمتی وبے توقیری کرنے والا۔

(شعب الایمان للبیہقی ، الخامس والعشر ون من شعب الإیمان وہو باب المناسک،حدیث نمبر 3850)

اس سے ظاہر ہے کہ اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت وہلاکت ہے،یہ ایک حقیقت ہے کہ کلام الٰہی میں اللہ تعالی نے ان کی فضیلت سے متعلق آیات مبارکہ نازل فرمائیں،حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عظمت میں بے شمار ارشادات فرمائے اور آگاہ فرمادیا کہ ان سے وابستگی ایمان وعقیدہ میں کمال کی دلیل ہے۔

اللہ تعالی ہمیں حضرات صحابۂ کرام اور حضرات اہل بیت عظام کی کامل محبت عطا فرمائے اور ان کی اتباع وپیروی کے ذریعہ دنیا وآخرت میں ہمیں کامیاب وبامراد بنائے۔آمین وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى.

محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم

اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں اہل بیت کرام سے محبت کا حکم فرمایا ہے: قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فی القربی. ترجمہ :اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے! میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے (سورہ شوریٰ:۲۳)۔

اہل بیت کرام سے محبت ایمان کا تقاضہ

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي.	ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ سے محبت کیا کرو! کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ کی محبت کی خاطر مجھ سے محبت کیا کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت کیا کرو۔

(جامع ترمذی شریف ج 2 ص219، باب مناقب اہل البیت،حدیث نمبر 3722۔

مشکوۃ المصابیح ج 2 ص573۔زجاجۃ المصابیح ج5 ص315/316)

اللہ تعالیٰ کے لطف وانعام، فضل واحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس مُنعِمِ حقیقی سے محبت کی جائے اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی جائے اور حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کیلئے آپ کے اہل بیت اطہار سے محبت کی جائے۔گویا کہ حضرات اہل بیت کرام کی محبت' حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کیلئے زینہ ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زینہ ہے اللہ کی محبت کے حصول کیلئے۔جو کوئی انسان قرب الٰہی کا متمنی ہو اور بارگاہ یزدی میں باریابی چاہتا ہو تو اس کے لئے راستہ یہی ہے کہ وہ حضرات اہل بیت کرام علیہم الرضوان سے محبت کرے جس کے نتیجہ میں اسے قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملے گا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے بارگاہ رب العزت کا قرب نصیب ہوگا۔

سنن ابن ماجہ شریف وجامع ترمذی شریف کی روایت ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ لا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِیمَانُ حَتَّی یُحِبَّکُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ. وفی روایة ابن ماجه حَتَّی یُحِبَّهُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّی.

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تم (اہل بیت) سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خاطر محبت نہ کرے۔سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جب تک کہ وہ ان (اہل بیت) سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

(جامع ترمذی شریف ، باب مناقب العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، ج2 ص217،حدیث نمبر3691۔سنن ابن ماجہ ص13،حدیث نمبر137،فضل العباس رضی اللہ عنہ)

نیز معجم طبرانی اور بیہقی میں روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ الرحمٰن بْنِ أَبِی لَیْلَی عَنْ أَبِیهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم: لاَ یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَأَهْلِی أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَعِتْرَتِی أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ عِتْرَتِهِ .وَذَاتِی أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ ذَاتِهِ .

ترجمہ: سیدنا عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں اور میرے اہل بیت اسے اس کے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہوجائے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 5952۔شعب الایمان للبیہقی' الرابع عشر من شعب الإیمان وهو باب فی حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فصل فی براءۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی النبوۃ' حدیث نمبر1505)

ایمان تمام عبادات واحکام کے لئے شرط کا درجہ رکھتا ہے جس کے بغیر تمام اعمال رائگاں ہیں اور مذکورہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہیکہ ایمان کے لئے محبت اہل بیت شرط ہے' اگر ان کی محبت دل میں نہ ہوتو ایمان ناقص ہے۔

اہل بیت کرام کشتیٔ نجات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو

سفینۂ نجات اور سلامتی کا ذریعہ قرار دیا جیسا کہ ارشاد مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللَّهُ تَعَالَی عَنْهُ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أَهْلِ بَیْتِی مَثَلُ سَفِینَةِ نُوحٍ ، مَنْ رَکِبَ فِیهَا نَجَا ، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے، جو اس میں سوار ہوگیا نجات پا گیا، اور جو اس میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ غرق ہوگیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی' حدیث نمبر 2572)

اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کے درخشاں ستارے قرار دیا' ارشاد فرمایا:

أَصْحَابِی کَالنُّجُومِ، فَبِأَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ.

ترجمہ: میرے صحابہ ہدایت کے درخشاں ستاروں کے مانند ہیں، تم ان میں سے جن کی بھی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤگے۔

(مشکوۃ المصابیح ص 554، زجاجۃ المصابیح ج 5 ص 334)

محبت اہل بیت وصحابہ شعار اہل سنت

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے حوالہ سے حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام کی محبت اور ان

سے وابستگی سے متعلق رقمطراز ہیں:

نحن معاشر اهل السنة بحمد الله رکبنا سفینة محبة اهل البیت واهتدینا بنجم هدی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فنرجوا النجاة من اهوال القیامة ودرکات الجحیم والهدایة الی مایوجب درجات الجنان والنعیم المقیم.

ترجمہ: الحمد للہ ہم اہل سنت وجماعت اللہ کے فضل وکرم سے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہدایت کے ستاروں سے رہبری پا رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے طبقات سے نجات عطا فرمائے گا، ہمیشہ رہنے والی اور نعمتوں والی جنت کے اونچے مقامات پر پہونچائیگا۔

(حاشیۂ زجاجۃ المصابیح' ج5' ص 315، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مرقاۃ المفاتیح ج5 ص610)

حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت محبت اہل بیت پر خطبہ

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

عن زید بن ارقم .... قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم یَوْمًا فِینَا خَطِیبًا بِمَاءٍ یُدْعیٰ خُمًّا بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِینَةِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنیٰ عَلَیْهِ وَوَعَظَ وَذَکَّرَ ثُمَّ قَالَ

ترجمہ: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم ایک روز مقام غدیر خم میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے جلوہ گر ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا، تعریف بیان کی اور وعظ فرمایا، نصیحتیں فرمائیں اور آخرت کی یاد دلائی پھر ارشاد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ أَلاَ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ . فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي.

امابعد: اے لوگو! بیشک میں جامۂ بشری میں جلوہ گر ہوا ہوں، عنقریب میرے رب کا قاصد میری بارگاہ میں حاضر ہوگا اور میں اس کی دعوت کو قبول فرماؤنگا، اور میں تم میں دو عظیم ترین نعمتیں چھوڑے جارہا ہوں: ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، پس تم اللہ کی کتاب کو تھام لو اور مضبوطی سے پکڑے رہو! اس کے بعد قرآن کریم کے بارے میں تلقین فرمائی اور اس کی طرف ترغیب دلائی پھر ارشاد فرمایا: (دوسری نعمت) اہل بیت کرام ہے۔ میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں، میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں، میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں۔

(مسلم شریف، ج2 ص279 حدیث نمبر 2408۔ مشکوۃ المصابیح ص68۔ زجاجۃ المصابیح ج5 ص317/318/319)

أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي: میرے اہل بیت کرام کے بارے میں، میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اہل بیت کرام سے محبت سرکار دوعالم صلی

اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے اور آپ سے محبت اللہ کے لئے ہے، لہذا اہل بیت کرام کی محبت اللہ تک پہنچانے والی ہے تو ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کہ کبھی تمہاری زبان سے ان کے خلاف کوئی نامناسب لفظ نہ نکلے۔

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں:

كرر الجملة لافادة مبالغة ولايبعد ان يكون اراد باحدهما آله وبالاخرى ازواجه لماسبق من اهل البيت يطلق عليهما.

ترجمہ: سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ" تکرار کے ساتھ فرمایا، اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جو فرمایا اس سے مراد آل پاک رضی اللہ عنہم ہیں اور دوسرے سے مراد امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں۔ جیسا کہ گذر چکا کہ لفظ اہل بیت ان دونوں پر بھی بولا جاتا ہے

(مرقاۃ المفاتیح ج5 ص594)

صحابہ کی اذیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق تاکیدی حکم فرمایا کہ ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہیں، اس کے ساتھ ساتھ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کے بارے میں بھی تاکیدی امر فرمایا جیسا کہ جامع ترمذی شریف، ج2، ص225، ابواب المناقب میں ارشاد مقدس ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي لاَ تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو! اللہ سے ڈرتے رہو! میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بناؤ، پس جس کسی نے ان سے محبت کی تو بالیقین اس نے میری محبت کی خاطر ان سے محبت کی ہے اور جس کسی نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کی بناء پر ان سے بغض رکھا ہے اور جس کسی نے ان کو اذیت پہونچائی یقیناً اس نے مجھ کو اذیت دی ہے اور جس نے مجھ کو اذیت دی یقیناً اس نے اللہ کو اذیت دی ہے اور جس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ تعالی اس کی گرفت فرمائے۔

(جامع ترمذی شریف' ج2' ص225' ابواب المناقب)

اہل بیت کرام سے محبت کرنے والے جنت میں داخلہ کے وقت ان کے پیچھے چل رہے ہونگے

مستدرک علی الصحیحین میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَنَا وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَمُحِبُّوْنَا؟ قَالَ: مِنْ وَرَائِكُمْ. صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

ترجمہ: سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بتایا کہ (آپ کے ساتھ) سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں، میں اور فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا، حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہم ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم سے محبت کرنے والے کہاں ہوں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پیچھے ہوں گے۔

امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (مستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر 4706)

اہل بیت کرام سے محبت کرنے والوں کے لئے شفاعت کی بشارت

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے جہاں محبت کرنے

کا حکم فرمایا وہیں محبین اہل بیت کرام کیلئے مژدۂ جنت ونوید شفاعت عطا فرمایا :

شفـاعتـی لامتی من احب اھل بیتی وھم شیعتی.

ترجمہ: میری شفاعت میری امت کے ان خوش نصیبوں کیلئے ہے جو میری اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔اور وہ میرے متبعین ہیں

(کنز العمال، کتاب الفضائل، الباب الخامس فی فضل أہل البیت، الفصل الأول فی فضلہم مجملا، حدیث نمبر 34179)

کنز العمال میں حدیث پاک ہے:

اربعة انا لهم شفيع يوم القيامة :المكرم لذريتي والقاضي لهم حوائجهم والساعي لهم في امورهم عند ما اضطروا اليه،والمحب لهم بقلبه ولسانه.

ترجمہ: چار خوش نصیب ایسے ہیں میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کرونگا: (1) میرے اہل بیت کی تعظیم وتکریم کرنے والا (2)ان کے لئے ان کی ضرورت کی چیزیں پیش کرنے والا(3) ضرورت کے وقت ان کے امور کا بندوبست کرنے والا(4)اور دل وزبان سے ان کی محبت رکھنے والا۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، الباب الخامس فی فضل أہل البیت، الفصل الأول فی فضلہم مجملا، حدیث نمبر 34180)

معجم طبرانی میں حدیث پاک ہے:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ :أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: الْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَإِنَّهُ مَنْ لَقِيَ اللهَ عزوجل وَهُوَ يَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ: ا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا.

ترجمہ: سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم اہل بیت کی محبت کولازم کرلو ! کیونکہ جو شخص اللہ تعالی کے دربار میں اس حال میں حاضر ہو کہ وہ ہماری محبت سے سرشار ہو تو وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا-اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کسی بندہ کو اس کا عمل فائدہ نہیں پہنچائے گا مگر ہماری قدر ومنزلت کو ماننے کے بعد)۔

(المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث نمبر 2320)

اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت کرام کے نقشۂ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور انکی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرمائے اور ان کے بغض وعداوت سے ہمارے سینوں کو پاک وصاف رکھے۔آمین وآخر داعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى.

فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ

اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ ہمیں دولت ایمان ونعمت اسلام سے مالا مال وسرفراز فرمایا،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں اسلام کے احکام بتلائے ،قرآنی آیات سنائیں، دین کی تمام تر تفصیلات بتلادیں لیکن آپ نے احکام کی تبلیغ پر کوئی بدلہ وعوض نہ چاہا البتہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم سے محبت کا حکم فرمایا -جیسا کہ ارشاد الہی ہے :

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى.

ترجمہ :اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے !میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے-

(سورۂ شوریٰ:23)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ، قَالَ :لَمَّا نَزَلَتْ " :قُلْ لا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى "قَالُوا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا

:يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَمَنْ قَرَابَتُكَ هَؤُلاءِ الَّذِينَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ ؟ قَالَ :عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا .

کہ وہ قرابت دار کون ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر ضروری ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی فاطمہ اوران کے دونوں شہزادے ہیں(رضی اللہ تعالی عنہم)-

(معجم کبیر طبرانی،حدیث نمبر2575)

اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم سے محبت کرنے کا مطالبہ بظاہر تبلیغ اسلام کا بدلہ معلوم ہوتا ہے لیکن بات ایسی نہیں ہے بلکہ ایمان کے حصول کے بعد اس کی حفاظت کا انتظام انتہائی ضروری ہوتا ہے شیطان ہر وقت ایمان کو تاراج کرنے کے مواقع ڈھونڈتا ہے حفاظت ایمان کی خاطر اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم کی محبت ومودت کا حکم دیا گیا ،ان پاکباز ہستیوں سے تعلق ووابستگی باعث نجات اور ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے -

اسی مناسبت سے آج جنتی جوانوں کے سردار،جگر گوشۂ بتول،نواسۂ رسول،سیدالشہداء،امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل وکمالات آپ حضرات کے سامنے بیان کئے جارہے ہیں-

فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ

امام عالی مقام سیدالشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات متعدد احادیث شریفہ سے ظاہر ہیں،آپ حضور اکرم سیدالانبیاء سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسہ ولخت جگر اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی،سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ بتول زہراء رضی اللہ عنہا کے پارۂ دل ہیں،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دائمی نسبت اور کمال قربت کو ظاہر کرتے ہوئے بیان فرمایا :

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ .

ترجمہ: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں-

(جامع ترمذی،ابواب المناقب،باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. ج2ص 218حدیث نمبر 4144)

ولادت باسعادت کی بشارت

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی جان صاحبہ نے ایک فکرانگیز خواب دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیں تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی فرحت آفریں تعبیر بیان فرمائی اور امام عالی مقام کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں مذکور ہے:

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ ، أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ، إِنِّيْ رَأَيْتُ حُلُمًا مُنْكَرًا اَللَّيْلَةَ . قَالَ :وَمَا هُوَ ؟ قَالَتْ :إِنَّهُ شَدِيْدٌ . قَالَ :وَمَا هُوَ ؟ قَالَتْ :رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :رَأَيْتِ خَيْرًا ، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللهُ غُلَامًا فَيَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ . فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ

ترجمہ: حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میں نے آج رات ایک خوف ناک خواب دیکھا ہے، سرکار نے ارشاد فرمایا آپ نے کیا خواب دیکھا؟ عرض کرنے لگیں وہ بہت ہی فکر کا باعث ہے، آپ نے ارشاد فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کرنے لگیں: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسد اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، ان شاء اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صاحبزادے تولد ہونگے اور وہ آپکی گود میں آئینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا ،حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اور وہ میری گود میں آئے

كَمَا قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهِ ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّيْ الْتِفَاتَةٌ ، فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ . قَالَتْ : فَقُلْتُ :يَا نَبِيَّ اللهِ ، بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ ، مَا لَكَ ؟ قَالَ : أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ أُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هَذَا ، فَقُلْتُ :هَذَا ؟ قَالَ :نَعَمْ ، وَأَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ - رواه البيهقي فی دلائل النبوة.

جیسا کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی ، پھرایک روز میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی او رحضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا پھر اسکے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمان اقدس اشکبار ہیں، یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان !اشکباری کا سبب کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا :جبرئیل علیہ السلام نے میری خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا :عنقریب میری امت کے کچھ لوگ میرے اس بیٹے کو شہید کرینگے۔ میں نے عرض کیا سرکار کیا وہ اس شہزادے کو شہید کرینگے؟ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں !اور جبرئیل امین علیہ السلام نے اس مقام کی سرخ مٹی میری خدمت میں پیش کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ، حدیث نمبر:2805- مشکوۃ المصابیح ،ج1 ص572 ، زجاجۃ المصابیح ج5 ص:227/228 باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی

ولادت مبارک کی بھی بشارت ہے اس کے ساتھ ساتھ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیب دانی کی شان بھی آشکار ہے کہ آپ اللہ کی عطا سے ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے جانتے ہیں، سورۂ لقمان کی اخیر آیت ''وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ''(سورۃ لقمان:34) میں جو ذکر ہے اس سے مراد ذاتی علم ہے وہ صرف اللہ علیم وخبیر کی صفت ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطائے خداوندی سے نہ صرف ولادت مبارک کی بشارت دی بلکہ جنس کا تعین بھی فرمادیا، ارشاد فرمایا غلاماً لڑکا تولد ہوگا و نیز یہ بھی فرمادیا کہ وہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں آئینگے۔

ولادت مبارک

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے پچاس دن بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شکم مادر مہربان میں جلوہ گر ہوئے آپ کی ولادت باسعادت روز سہ شنبہ 5 شعبان المعظم 4 ھ مدینہ طیبہ میں ہوئی۔

ولد لخمس ليال خلون من شعبان سنةاربع من الهجرة. (معرفة الصحابة لابي نعيم الاصبهاني، باب الحاء من اسمه حسن)

القاب مبارکہ

امام عالی مقام سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور القاب مبارکہ، ریحانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سید شباب اہل الجنۃ، الرشید، الطیب، الزکی، السید، المبارک ہیں۔

جب آپ کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان کہی جیسا کہ روایت ہے:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ حِينَ وُلِدَا . (معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 2515)

معجم کبیر طبرانی میں روایت ہے :

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ,أَنَّهُ سَمَّى ابْنَهُ الْأَكْبَرَ حَمْزَةَ ، وَسَمَّى حُسَيْنًا جَعْفَرًا بِاسْمِ عَمِّهِ ، فَسَمَّاهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا ."

ترجمہ: حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے بڑے شہزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا نام مبارک حمزہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ان کے چچا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رکھا۔

(معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 2713)

حسن وحسین جنتی نام

حسن اور حسین یہ دونوں نام اہل جنت کے اسماء سے ہیں اور قبل اسلام عرب نے یہ دونوں نام نہ رکھے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے الصواعق المحرقۃ ص115: میں روایت درج کی ہے:

أَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ " :الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ "اِسْمَانِ مِنْ أَسْمَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، مَا سَمَّتِ الْعَرَبُ بِهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ .(الصواعق المحرقہ،ص 115،تاریخ الخلفاء، ج1 ص149)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشِينِ كَبْشِينِ.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں دو دو دنبے ذبح فرمائے۔

(۔سنن نسائی، کتاب العقیقۃ، حدیث نمبر 4230 -)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنت کی زینت

امام طبرانی کی معجم اوسط اور کنز العمال میں روایت ہے:

لَمَّا اسْتَقَرَّ أَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَتْ الْجَنَّةُ :يَا رَبِّ أَلَيْسَ وَعَدْتَنِي أَنْ تُزَيِّنَنِي بِرُكْنَيْنِ مِنْ أَرْكَانِكَ؟ قَالَ :أَلَمْ أُزَيِّنْكِ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ؟ فَمَاسَتِ الْجَنَّةُ مَيْسًا كَمَا يَمِيسُ الْعَرُوسُ-

ترجمہ: جب جنتی حضرات جنت میں سکونت پذیر ہونگے تو جنت معروضہ کریگی پروردگار ! کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ تو دوارکان سے مجھے آراستہ فرمائیگا ؟ تو رب العزت ارشاد فرمائیگا : کیا میں نے تجھے حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے مزین نہیں کیا؟ یہ سن کر جنت دلہن کی طرح فخر وناز کرنے لگے گی۔

(معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر 343۔ جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث نمبر 1331- الجامع الکبیر للسیوطی، حدیث نمبر 1342- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حدیث

نمبر 15096- کنز العمال، ج13 ص106، حدیث نمبر 34290)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت، محبوبیت خداوندی کی ضمانت:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے متعلق ارشاد فرمایا:

فَقَالَ هَذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِی اللَّهُمَّ إِنِّی أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهُمَا

ترجمہ: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! تو ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے اسکو اپنا محبوب بنالے۔

(جامع ترمذی، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام، حدیث نمبر 4138)

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا امام عالی مقام کی محبت سے نصیب ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے :

أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا-

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنالے جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. ج2 ص 218 حدیث نمبر-4144)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور آپ کے لبوں کو بوسہ دے کر دعا فرمائی :

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا -

ترجمہ: الٰہی میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے اس کو اپنا محبوب بنالے۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. ج2 ص 218 حدیث نمبر-4138)

امام عالی مقام سے محبت پر سرفرازی

سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم :مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِی وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِی.

ترجمہ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت کی، اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔

(سنن ابن ماجہ شریف، باب فضل الحسن والحسین ابنی علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہم . حدیث نمبر 148)

امام حسین کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سجدہ کو دراز فرمادیا

سنن نسائی، مسند امام أحمد، مصنف ابن أبی شیبۃ، مستدرک علی الصحیحین، معجم کبیر طبرانی، مجمع الزوائد، سنن الکبری للبیہقی، سنن کبری للنسائی، المطالب العالیۃ، مسند أبی یعلی اور کنز العمال وغیرہ میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِیهِ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی إِحْدَى صَلَاتَیْ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَیْنًا فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلَّى فَسَجَدَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا قَالَ أَبِی فَرَفَعْتُ رَأْسِی وَإِذَا الصَّبِیُّ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلَى سُجُودِی فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ،انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کیلئے ہمارے پاس تشریف لائے ،اس حال میں کہ آپ حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تھے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے اور انہیں بٹھادیا، پھر آپ نے نماز کیلئے تکبیر فرمائی اور نماز ادا فرمانے لگے اثناء نماز آپ نے طویل سجدہ فرمایا، میرے والد کہتے ہیں : میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں اور شہزادے رضی اللہ عنہ آپ کی پشت انور پر ہیں ، تو میں پھر سجدہ میں چلا گیا، جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام نے عرض کیا :

يَـا رَسُـولَ الـلَّــهِ إِنَّكَ سَـجَـدْتَ بَيْـنَ ظَهْـرَانَـيْ صَلَاتِكَ سَـجْـدَةً أَطَلْتَهَـا حَتَّـى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْكَ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ لَـمْ يَـكُنْ وَلَكِنَّ ابْنِي ارْتَـحَـلَـنِـي فَـكَـرِهْـتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَه.

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے نماز میں سجدہ اتنا دراز فرمایا کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں کوئی واقعہ پیش تو نہیں آیا، یا آپ پر وحی الٰہی کا تو نزول نہیں ہو رہا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی سوائے یہ کہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا، اور جب تک وہ اپنی خواہش سے نہ اترے مجھے عجلت کرنا پسند نہ ہوا۔

(سنن نسائی ،حدیث نمبر 1129 -مسند امام أحمد، حدیث نمبر15456- مصنف ابن أبی شیبۃ ،ج7،ص514۔مستدرک علی الصحیحین ،حدیث نمبر 4759/6707 - معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 6963 -مجمع الزوائد،ج 9،ص 181 - سنن الکبری للبیہقی ،حدیث نمبر 3558 - سنن کبری للنسائی،ج 1،ص 243، حدیث نمبر 727 -المطالب العالیۃ ، حدیث نمبر 4069 -مسند أبی یعلی، حدیث نمبر 3334 - کنز العمال، حدیث نمبر(34380/37705/37706)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خاطر خطبہ کو موقوف فرمادیا

جیسا کہ جامع ترمذی شریف سنن ابوداؤد شریف، سنن نسائی شریف میں حدیث مبارک ہے:

حَـدَّثَـنِـى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَـالَ سَـمِـعْـتُ أَبِـى: بُرَيْدَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الـلـه عليه وسلم يَخْطُبُنَا إِذْ جَـاءَ الْـحَـسَـنُ وَالْـحُـسَيْـنُ عَـلَيْـهِـمَــا السَّلَامُ عَـلَيْهِـمَـا قَـمِـيصَـانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُـرَانِ فَـنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صـلـى الـلـه عليه وسلم مِنَ الْمِنبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْـنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ (إِنَّـمَـا أَمْـوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) فَـنَـظَـرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الـصَّبِيَّيْـنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَـلَـمْ أَصْـبِـرْ حَتَّـى قَطَعْـتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا حبیب اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سرخ دھاری دار قمیص مبارک زیب تن کئے لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں اٹھالیا پھر (منبر مقدس پر رونق افروز ہوکر) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان ہے، میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا سنبھل سنبھل کر چلتے ہوئے آرہے تھے لڑکھڑا رہے تھے مجھ سے صبر نہ ہوسکا یہانتک کہ میں نے اپنے خطبہ کو موقوف کرکے انہیں اٹھالیا ہے۔

(جامع ترمذی شریف ج 2،ابواب المناقب ص 218 حدیث

نمبر: 3707۔سنن ابوداؤد کتاب الصلوۃ حدیث نمبر: 935۔سنن نسائی کتاب الجمعۃ حدیث نمبر 1396: زجاجۃ المصابیح ج5 ص333)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا وجود باجود سراپا دین وشریعت

اس حدیث مبارک سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادوں کی قدر ومنزلت اوران سے اپنے کامل قلبی تعلق کو واشگاف کردیا کہ بچپن میں شہزادوں کے زمین پرگر جانے کا محض احتمال بھی حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ناگوار خاطر مبارک ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے کرم نوازی کی انتہاء فرمادی کہ شہزادوں کی خاطر خطبہ کو موقوف فرمادیا منبر شریف سے نیچے تشریف لاکر انہیں اٹھالیا، اپنے اس عمل مبارک کے ذریعہ روزِ روشن کی طرح آشکار کردیا کہ انکا وجود باجود سراسر دین وشریعت ہے، کیونکہ دنیوی امر کیلئے خطبہ موقوف نہیں کیا جاسکتا، پھر منبر شریف پر قیام فرما ہوکر ان کے چلنے کی حسین اداؤں کا ذکر مبارک کرتے ہوئے یہ امر بھی واضح فرمادیا کہ ان کی ہر ہر اداء دین وشریعت ہے۔

امام عالی مقام کی حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قربت کی یہ شان کہ گہوارہ میں آپ کے رونے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی:

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِىْ زِيَادَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَمَرَّعَلٰى بَيْتِ فَاطِمَةَ فَسَمِعَ حُسَيْنًا يَبْكِىْ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِىْ اَنَّ بُكَائَهُ يُؤْذِيْنِىْ.

ترجمہ: سیدنا زید بن ابی زیادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ سے گزر ہوا امام حسین رضی اللہ عنہ کی رونے کی آواز سنی تو ارشاد فرمایا: بیٹی کیا آپ کو معلوم نہیں! ان کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

(نورالابصار فی مناقب ال بیت النبی المختار ص139)

بچپن میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا رونا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث ہے تو غور کرنا چاہیئے کہ جن ظالموں نے معرکۂ کربلا میں امام عالی مقام پر مظالم کی انتہا کردی، آپ کے حلقوم مقدس کو پیاسا ذبح کیا، آپ کے تن نازنین پر گھوڑے دوڑائے، دیگر اہل بیت کرام وجانثاران امام کو بے پناہ تکالیف پہونچا کر انہیں شہید کیا، چھ ماہ کے شیرخوار علی اصغر رضی اللہ عنہ کو بجائے پانی پیش کرنے کے تیر چلاکر بے دردی سے شہید کرڈالا ان بدبختوں کے ظالمانہ وبہیمانہ حرکات اور اندوہناک واقعات سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاطر عاطر کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی، کیا یہ ایذاء رسانی خالی جائیگی؟ ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا.

ترجمہ: بیشک جولوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کررکھا ہے۔

(سورۃ الاحزاب:57)

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت وصداقت

کچھ لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا تشریف لے جانا اور آپ کی شہادت عظمی نعوذ باللہ سیاسی اور حصول اقتدار کیلئے لڑی جانے والی جنگ ہے!

جبکہ نبیوں کے تاجدار احمد مختار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے افراد کو معرکۂ کربلا کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تائید ونصرت کرنے کے لئے حکم

فرمایا، کیا کوئی صاحب ایمان یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ السلام نے حب منصب اور دنیا طلبی میں کسی کی مدد کرنے کے لئے فرمایا ہو؟ العیاذ باللہ!

کنز العمال شریف میں حدیث پاک ہے:

إنَّ ابْنِي هَذَا يَعْنِي الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِأَرْضٍ مِنْ أَرْضِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاء ، فَمَنْ شَهِدَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَلْيَنْصُرْهُ -(البغوی وابن السکن والباوردی وابن منده وابن عساکر عن أنس بن الحارث بن منبه-

ترجمہ: یقیناً میرا یہ بیٹا یعنی حسین رضی اللہ عنہ عراق کے ایک علاقہ میں شہید کیا جائے گا، جسے کربلا کہا جائے گا، تو افراد امت میں سے جو اس وقت موجود ہو اسے چاہیئے کہ ان کی نصرت وحمایت میں کھڑا ہو جائے۔

(کنز العمال، حدیث نمبر-34314)

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو کس طرح دنیا کے ناپائدار اقتدار کی طلب ہوسکتی ہے، جبکہ آپ ہی کے گھرانہ سے ساری خلقت کو زہد وورع، تقوی وپرہیزگاری اور قناعت کی دولت ملی ہے۔ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو اس دنیائے فانی کی کس طرح حرص وطمع ہوسکتی ہے جبکہ آپ کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا .

ترجمہ: ایک کوڑا برابر جنت کی جگہ دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے،

(بخاری شریف باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ حدیث نمبر 3250)

جس جنت میں ایک چابک برابر جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے، آپ تو اسی جنت میں رہنے والے جوانوں کے سردار ہیں جیسا کہ جامع ترمذی شریف کی روایت ہے:

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ. ترجمہ: حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. حدیث نمبر 4136)

لہذا آپ کے کربلا تشریف لیجانے کو سیاسی ودنیوی اغراض سے متعلق کرنا جہالت وبدیانتی ہے

خصوصی سرفرازی

معجم کبیر طبرانی، جامع الاحادیث اور کنز العمال میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ فَاطِمَةَ بنتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّهَا أَتَتْ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَتْ :يَا رَسُولَ اللَّهِ !هَذَانِ ابْنَاكَ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئًا، فَقَالَ :أَمَّا الْحَسَنُ فَلَهُ هَيْبَتِي وَسُؤْدُدِي، وَأَمَّا حُسَيْنٌ فَلَهُ جُرْأَتِي وَجُودِي.

ترجمہ: خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال کے دوران حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائیں اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ آپ کے شہزادے ہیں، انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں! تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسن 'میرے جاہ وجلال اور سرداری وسیادت ہے اور حسین کیلئے ' میری جرأت وشجاعت اور کرم وسخاوت ہے۔

(معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 18474- جامع الاحادیث للسیوطی، مسانید النساء، مسند فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنہا حدیث نمبر 43493- : کنز العمال، باب فضل الحسنین رضی اللہ عنہما، حدیث نمبر 37712)

شہادت عظمی

آپ کی شہادت عظمی ،روز عاشوراء، دس (10) محرم الحرام سنہ اکسٹھ (61) ہجری میں ہوئی، جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ میں نقل فرمایا ہے:

قال الزبير بن بكار :قتل الحسين يوم عاشوراء سنة إحدى وستين وكذا قال الجمهور.

اولاد امجاد

آپ کو جملہ نو اولاد امجاد ہوئیں چھ شہزادے اور تین شہزادیاں (1) حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ (2) حضرت علی اوسط (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) (3) حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ (4) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (5) حضرت محمد رضی اللہ عنہ (6) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (1) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (2) حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا (3) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (نور الابصار فی مناقب ال بیت النبی المختار، ص:52، للعلامہ شبلنجی مولود 1250ھ)

اللہ تعالیٰ ہمیں حسینی کردار کے صدقہ اسلام کی حقانیت وصداقت پر استقامت نصیب فرمائے ، چار دانگ عالم میں اسلام کا بول بالا فرمائے اور تمام دنیا میں امن وسلامتی قائم فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: نِعُمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ رواه البخارى

سال نو کا پیغام

حیات انسانی میں وقت ایک عظیم دولت اور بیش قیمت نعمت ہے، وہی شخص ترقی کی راہ پر گامزن رہتا ہے جو وقت کی قدر کرتا ہے، وہی قوم عروج کے زینے چڑھتی ہے جو لمحات کی قدر جانتی ہے، جو فرد یا جماعت وقت کو ضائع کرتی ہے وقت کی رفتار اسے ارتقاء کی بلندیوں سے زوال کی پستیوں میں ڈال دیتی ہے۔

دین اسلام ایک فطری دین ہے، اس میں عبادات کا نظام وقت کے ساتھ مربوط ہے، نماز پنجگانہ کی ادائیگی ،وقت ہی سے متعلق ہے، اسی لئے کتب حدیث وفقہ میں اوقات نماز کی بابت ایک مستقل بیان رکھا گیا ہے، سحر وافطار کے لئے باریک بینی کے ساتھ وقت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس میں کمی بیشی ہوجائے تو روزہ رائگاں ہوجاتا ہے، زکوۃ کی فرضیت کیلئے سال گزرنا شرط ہے، حج مخصوص ایام میں ادا کیا جاتا ہے، قربانی کیلئے ایام مقرر ہیں، ان تمام عبادات میں وقت اس درجہ اہمیت رکھتا ہے کہ اگر عبادات کی ادائیگی میں ان کے مقررہ اوقات کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نوبت اساءت

وکراہت تک ہی نہیں بلکہ فساد و بطلان تک آجاتی ہے

عبادات کے نظام میں وقت کا ارتباط و تعلق، احکام اسلام میں اس کی اثر انگیزی امت مسلمہ کے ہر ہر فرد سے وقت کی قدر دانی وقدر افزائی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اہل اسلام اپنے اوقات کے قدر آشنا ہوں اور آداب وسنن کے ساتھ نظام عبادات پر کاربند ہوں تو شریعت اسلامیہ پر عمل کرنے کی برکت اور اوقات کو ملحوظ رکھنے کی عادت سے ان کے اعمال وافکار میں ایسی پاکیزگی پیدا ہوگی کہ جس راہ چلیں گے ترقی ان کے قدم چومے گی، اونچے مراتب واعلی مناصب ان کے منتظر ہوں گے۔

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں

کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

علامہ اقبالؔ

عمر رفتہ کا ہر لمحہ قابل قدر

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کیلئے اپنے مبارک ارشادات ومقدس فرمودات میں وقت کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے اسے نعمت قرار دیا ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ .

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ اس سے غفلت میں رہتے ہیں: (1) تندرسی اور (2) فرصت۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما جاء فی الرقاق وأن لا عیش إلا عیش

الآخرۃ. حدیث نمبر 6412۔ زجاجۃ المصابیح، ج4، کتاب الرقاق، ص148)

جن دو نعمتوں کی جانب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو متوجہ فرمایا ہے وہ اوقات زندگی سے عبارت ہیں۔

نیز ایک روایت کے مطابق حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ حالات کو غنیمت جاننے اور ان کی قدر دانی کرنے کی تاکید فرمائی ہے:

وَفِيمَا رَوَى عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيُّ ، مُرْسَلا ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ: اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے، اپنی تونگری کو محتاجی سے پہلے، اپنی فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

(الآداب للبیہقی، باب من قصر الأمل وبادر بالعمل قبل بلوغ الأجل، حدیث نمبر 809۔ مشکوۃ المصابیح، ص443)

سال گذشتہ کے آغاز کے وقت کتنے لوگ ہماری معیت میں تھے جو، اب

ہمارے ساتھ موجود نہیں ہیں، موت کے پنجہ نے انہیں آ دبوچا، اللہ تعالی کا صد شکر ہے کہ اس نے ہمیں مہلت عطا فرمائی، ہمیں چاہئیے کہ اس فرصت کو غنیمت جانیں، زندگی کے ان لمحات کے قدر شناس بنیں، عالم شباب کو اطاعت الہی میں صرف کریں اس سے پہلے کہ ضعف وکمزوری لاحق ہوجائے، حالت صحت وتندرستی میں دین کے وہ کام کرلیں جو مرض وبیماری کی کیفیت میں صحیح طور پر انجام نہیں دئے جاسکتے۔

زندگی کا ایک ایک لمحہ اس قدر بیش بہا، گراں قیمت اور قابل قدر ہے کہ اہل جنت کو جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی لمحات حیات کے بے فائدہ گزر جانے پر حسرت ہوگی، کنز العمال شریف، کتاب السلام وفضائلہ، حق المجالس والجلوس میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَداً لا یَذْکُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَیُصَلُّونَ عَلَى النَّبِیِّ إِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ .

ترجمہ: کوئی قوم ایسی محفل نہیں سجاتی جس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتی اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود شریف نہیں پڑھتی مگر یہ کہ وہ محفل قیامت کے دن ثواب کی کمی وجہ سے ان کیلئے حسرت کا سبب ہوتی ہے اگرچہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 10225۔ کنز العمال شریف، کتاب السلام وفضائلہ، حق المجالس والجلوس، حدیث نمبر 25454)

روز محشر عمر، علم، مال اور جسم سے متعلق سوالات

اعمال کے حساب وکتاب کا معاملہ وقت ہی سے متعلق ہے، عمر کے اوقات کے

بارے میں بروز قیامت سوال کیا جائے گا۔

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فِیمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِیمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَیْنَ اکْتَسَبَهُ وَفِیمَا أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِیمَا أَبْلَاهُ.

ترجمہ: انسان کے قدم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک کہ چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں گزارا ہے؟ اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا؟ اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے؟ اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اس کی توانائیوں کو کہاں صرف کیا ہے؟۔

(جامع ترمذی، ابواب صفة القیامة، باب فی القیامة، حدیث نمبر 2602۔ کنز العمال شریف، کتاب القیامة من قسم الاقوال، الباب الاول فی امور تقع قبلها، الحساب، حدیث نمبر 38983)

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ راہنمایانہ مقدس ارشادات وقت کی قدردانی کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں، غفلت وکوتاہی اور تضییع اوقات سے منع کررہے ہیں۔

اوقات اور ان کی نہ رکنے والی رفتار، لمحۂ فکر

وقت اپنی رفتار کے ساتھ گزر رہا ہے، ہم نے پچھلے سال کے بارہ مہینے بسر کئے، 52 ہفتے گزارے، کامل ایک سال کا سفر طئے کیا، رخصت ہورہے سال کا اختتام ہم سے سوال کررہا ہے کہ جس سال کو تم رخصت کررہے ہو اس کے لمحات وساعات کی تم نے کیا قدردانی کی؟

لیل ونہار کی رفتار ہم سے یہ استفسار کررہی ہے کہ گزشتہ سال تم کس حدتک

احکام اسلام پر عمل پیرا رہے؟ آخری دن کا آفتاب ڈوبتے ڈوبتے دریافت کررہا ہے کہ تم نے صبح وشام حدودشریعت کی کس حدتک پاسداری وپاسبانی کی؟

اس موقع پر ہم اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

عَنْ عُمَرَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ حَاسِبُوْا أَنْفُسَکُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا فإِنَّه أَهْوَنُ لِحِسَابِکُمْ، وَزِنُوْا أَنْفُسَکُمْ قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا وَتَزَیَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْأَکْبَرِ یَوْمَ (تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیَۃٌ).

ترجمہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشادفرمایا: تم اپنے آپ کا محاسبہ کرواس سے پہلے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے کیونکہ وہ تمہارے حساب کے لئے آسانی کا باعث ہے اورتم اپنے نفسوں کا جائزہ لواس سے پہلے کہ تمہارا جائزہ لیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے تیار رہو جس دن تمہیں بارگاہ رب العزت میں پیش کیا جائے گا تمہاری کوئی پوشیدہ چیز چھپی نہیں رہے گی۔

(کنزالعمال، کتاب المواعظ والرقائق والخطب والحکم من قسم الافعال، خطب عمرومواعظہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر -44203 :)

حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے ہم رخصت ہورہے سال کے شب وروز پر نظردوڑائیں، ہم نے حقوق اللہ کس حدتک ادا کئے، نمازوں کی ادائیگی کا کیا معاملہ رہا، کیا ہم نے نمازیں برغبت وشوق باجماعت ادا کی ہیں یا آخری وقت تک ٹالتے اورمؤخر کرتے رہے؟ کیا ہم نے فریضۂ زکوۃ کیلئے صحیح طور پراموال کا حساب کیا یا تنگدستوں

اورناداروں کا حق لے لیا؟ کیا ہم نے رمضان المبارک کے روزوں کا تقوی وپرہیزگاری کے ساتھ اہتمام کیا یا ماہ رمضان کی حرمت کو پامال کیا؟ ، ماہ رمضان کے ذریعہ ہم نے پرہیزگاری کے سلسلہ میں کتنی ترقی کی۔

ہم اپنے رات ودن کودیکھیں کہ حقوق العباد کی ادائیگی کس طور پر ہوئی، ہم نے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی یا ان کی خدمت میں تساہل برتا؟ اولاد کی تربیت کا حق ادا کیا یا کوئی کسر باقی رہ گئی؟ رشتہ داروں سے حسن سلوک اور پڑوسیوں سے اچھابرتاؤ قائم رکھا یا بےتعلقی وبدسلوکی نے سلسلہ منقطع کردیا؟ ملنے جلنے والوں کے ساتھ محبت ومودت کے ساتھ پیش آئے یا نفرت وعداوت کی آگ بھڑکائی؟ قرابتداروں ،ہمسایوں اور دیگراحباب کے ساتھ نشست وبرخاست ،مجالست ومخالطت میں ہمارا اخلاقی معیارکتنا بلندرہا؟

سال نو کے آغاز پر زندگی کے ہر گوشہ کا محاسبہ

ہم اس سال کوخیر باد کہتے ہوئے غورکرلیں کہ کیا تجارت وکاروبار میں ہم نے احکام شریعت کوپیش نظر رکھا یا محض تجارتی فائدہ کی بنیاد پر معاملات کرتے رہے؟ کیا ہم نے حلال وحرام کے درمیان فرق کیا یا ہرقسم کے مال کواپنا لقمہ بنالیا؟ ملازمین ومزدوروں سے کام لیتے ہوئے کیا ہم نے انہیں طاقت کے مطابق ذمہ داری دی یا ان پر طاقت سے زائد بوجھ ڈال کر ظلم کے مرتکب ہوئے؟

ہمارا محاسبہ زندگی کے ہرشعبہ اور ہرگوشہ سے متعلق ہو، نہ صرف محاسبہ بلکہ آئندہ کیلئے منصوبہ بندی کی جائے کہ سال گزشتہ جوکوتاہی اورسہل انگاری ہوئی وہ دہرائی نہیں جائیگی ،حصول تعلیم کی بات ہو یا کاروباروتجارت کا معاملہ ،احکام شریعت کے

مطابق مکمل نظم ونسق، انتظام وانصرام کے ساتھ کیا جائیگا۔

شخصی وانفرادی ،ملی واجتماعی،سماجی ومعاشرتی ،معاشی واقتصادی ،سیاسی ومذہبی،ملکی وبین الاقوامی ہرجہت میں اور ہر سطح پر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم نے ترقی کے کتنے زینے طے کئے،پستی وزوال سے کتنا دوچار ہوئے،ترقی کی راہیں کیا رہیں،پستی وزوال کے وجوہ واسباب کیا تھے۔

نعمت عمر پر شکر گزاری ٗطاعت پر استقامت کا عہد کریں

جس شخص نے یہ بارہ مہینے اسلامی احکام پر عمل پیرارہ کرگزارے،شریعت اسلامیہ پرکاربندرہ کربسر کئے، حدودشریعت پھلانگنے اورقانون الہی کوپائے مال کرنے کی جرأت وجسارت نہیں کی تووہ خوش نصیب بارگاہ الہی میں شکرگزار رہے،خود اپنے لئے اورتمام عالم اسلام کیلئے اطاعت واتباع کا جذبہ لئے ہوئے ،دل کے آشیانہ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلاتے ہوئے استقامت واستقلال کے ساتھ آئندہ برس وتمام عمر گزارنے کی دعا کرے۔

اور جس شخص کی حالت اس سے جداگانہ ہو،جس کا سالِ گذشتہ اللہ اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف گزرا ہو،اس سے کوتاہیاں سرزدہوگئی ہوں،اسے چاہئے کہ اپنے اعمال سیئہ پر کف افسوس ملے ،ندامت کے آنسو بہائے اور یہ محکم ارادہ کرلے کہ میں آئندہ زندگی کا ہرلمحہ اس طرح گزاروں گا جس طرح زندگی بخشنے والے کا حکم ہے،ہرساعت حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شعاری ووفاداری کے جذبہ سے

سرشار رہونگا،ہرگھڑی دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے شادوآباد رہے گا۔

سال نو کا آغاز یقیناً اللہ کی نعمت ہے،ایک مدت کا اختتام اوردوسری مدت کا آغاز عطاء الہی ہے،اس انعام خداوندی اورعطاء الہی پرپیش گاہ ذوالجلال میں نذرانۂ شکر پیش کرنا چاہئے لیکن اس موقع پر باہم مبارکبادی دینا،تہنیت پیش کرنا شرعاً منع تو نہیں ہے تاہم سلف صالحین وبزرگان دین نے ہمیشہ ماحول اوررسم ورواج سے بالاتر ہوکر مقاصد کوپیش نظر رکھا،دینی اغراض کواپنا مطمح نظر بنایا اوراخروی منافع پراپنی تمام تر توجہ مرکوز کی۔

اسلامی سال کا آغاز واختتام ایثار وقربانی کا آئینہ دار

اسلامی سال کا آغاز توخلیفۂ دوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت اورسید الشہداءامام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت عظمی سے ہوتا ہے اوراختتام حج وقربانی اور خلیفۂ سوم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے مہینہ پرہوتا ہے،سال کا آغاز واختتام اس جانب اشارہ کررہا ہے کہ اہل اسلام کے شب وروز، ماہ وسال خالص اللہ تعالی کے لئے ہونے چاہئے،آٹھوں پہراس کی رضاوخوشنودی مقصود ہو۔

مسلمان اپنے اقتدار کی حفاظت کریں

لیکن وائے برحال مسلماناں کہ مقاصد سے دوررسم ورواج میں مبتلا ہوچکے ہیں اوررسم ورواج بھی ایسا کہ ہماری مسلمانی کوداغدار کررہا ہے،کیا دین اسلام میں رقص وسرود کا کوئی جواز نکالا جاسکتا ہے؟ کیا شراب میں،جوام الخبائث ہے، مدھوش ومجنون کردینے کا اثرباقی نہیں رہا؟

پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان اپنے تقدس کو خود پائے مال کر کے اِن اخلاقی رذائل کو اختیار کر چکے ہیں، ان افعال کے کرگزرنے سے ان کے لئے نہ شریعت مانع رہی اور نہ اخلاق، جب کہ قوم مسلم تو وہ قوم ہے جس نے گذشتہ صدیوں میں تجارت وکاروبار، سیاست وحکومت، اخلاق وکردار، امانت وصداقت، تہذیب وتمدن ہر گوشۂ عمل میں اقوام عالم کی امامت وپیشوائی کی اور آج ہر پستی وزوال اس کے دامن سے وابستہ ہے، اس کسمپرسی کے عالم میں ہم مسلمان اگر عزت ووقار اور ترقی وعروج چاہتے ہیں تو اسلامی تعلیمات پر پھر سے عمل کرنے لگیں، قرآن کریم کو دوبارہ مضبوطی سے تھام لیں، سنت نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کو اپنا دستور عمل بنالیں، صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا طریقہ اختیار کریں، اہل بیت نبوت سے وابستگی رکھیں، سلف صالحین واہل اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلتے رہیں، کامیابی وکامرانی ہمارے قدم چومے گی، فتح ونصرت ہمارا مقدر ہوگی۔

نہیں اقبال نا امید اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اللہ تعالی ہمیں وقت کی قدردانی کرنے اور وقت کو اس کی رضا وخوشنودی کے لئے گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرَ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِہٖ وَکَفَرَ، وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْغُرَرِ.

اَمَّا بَعْد!

عِبَادَ اللّٰہِ! اِتَّقُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرِ، وَانْتَھُوْا عَمَّا نَھَاکُمْ عَنْہُ وَزَجَرَ، حَافِظُوْا عَلَی الطَّاعَۃِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَۃِ.

وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَکُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِیْہِ بِنَفْسِہٖ، وَثَنّٰی بِمَلَائِکَتِہِ الْمُسَبِّحَۃِ لِقُدْسِہٖ، وَثَلَّثَ بِکُمْ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِیَّۃِ جِنِّہٖ وَاِنْسِہٖ، فَقَالَ تَعَالٰی مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيمًا؛

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِه. فَيَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ.

فَيَا اَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقِ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ، اَلسَّابِقِ اِلَى الْاِيْمَانِ وَ التَّصْدِيْقِ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابِ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِحْرَابِ، اَلَّذِىْ كَانَ رَاْيُهٗ مُوَافِقًا لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانِ، ذِى النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانِ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ

الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلٰى وَلَدَيْهِ السَّعِيْدَيْنِ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِىْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا.

وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ الْبَتُوْلِ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ بِنْتِ سَيِّدِنَا الرَّسُوْلِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا.

وَعَلَى الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ؛اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ،وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنَ.

وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ، سَيِّدَيْنَا اَبِىْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِى الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا.

وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ ،اَلَّذِيْنَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَجْمَعِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ،

اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ، وَاخْذُلِ الْکَفَرَۃَ وَالْمُبْتَدِعَۃَ وَالْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی وَالْمُشْرِکِیْنَ، اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّیْنِ، وَمَزِّقْ جَمْعَھُمْ یَا مُبِیْدَ الظَّالِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِھِمْ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ کُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا یَخَافُکَ فِیْنَا وَلَا یَرْحَمُنَا، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

وَاکْتُبِ اللّٰھُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاۃِ وَالْمُقِیْمِیْنَ وَالْمُسَافِرِیْنَ، فِیْ بَرِّکَ وَبَحْرِکَ وَجَوِّکَ مِنْ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی، وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی! طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاھَدَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ، وَاَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ، وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا جَمِیْعًا وَلِمَنْ

لَہٗ حَقٌّ عَلَیْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءِ، وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ، اِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ، یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔

اُذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ، وَادْعُوْہُ عَلٰی نِعَمِہٖ یَسْتَجِبْ لَکُمْ، وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ۔